مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے۔ کھانسی کی تکلیف قدرے باقی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

علامہ حافظ روشن علی صاحب کی صحت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تدریجی ترقی ہو رہی ہے۔ اب آپ لکڑی کے سہارے کچھ چل پھر سکتے ہیں۔ ہاتھ میں ابھی طاقت بہت کم ہے۔ احباب دعا فرماتے رہیں ؎

۱۷ مئی۔ مس ہدایت بڈ صاحبہ بخیر و عافیت یہاں پہنچ گئی ہیں

ضروری اطلاع

عیدالاضحیٰ کی وجہ سے الفضل کا آیندہ پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ احباب انتظار نہ فرمائیں ؎

خاتم النبیین نمبر کے متعلق آخری اطلاع

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ الفضل کا "خاتم النبیین نمبر" نہایت شاندار تیار ہو گیا جس کا کسی قدر پتہ تو اس فہرست مضامین سے لگ سکتا ہے۔ جو اسی پرچہ کے دوسرے اور آخری صفحہ پر شائع کی جا رہی ہے۔ مگر پوری آگاہی پرچہ کو دیکھنے سے ہوگی جو انشاء اللہ بہت جلد احباب کرام کی خدمت میں پہنچ جائیگا۔ کوشش یہ کی جائیگی۔ کہ دور کے احباب کو پہلے پرچے بھیجے جائیں ؎

جس جوش اور خوشی سے احباب کرام نے اس پرچہ کی اشاعت میں حصہ لیا ہے وہ نہایت ہی خوشکن اور قابل تعریف ہے، تعداد اشاعت ۱۲ ہزار تک بڑھ چکی ہے اور احباب کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے امید کیجاتی ہے کہ نہ صرف تعداد ۱۵ ہزار تک پہنچ جائیگی بلکہ اس تعداد میں پرچہ چھپنے پر بھی کمی رہیگی۔ احباب کرام کے لئے یہ آخری اطلاع ہے کہ جس قدر پرچے منگانا چاہیں فوراً مطلع فرمائیں اور پھر پرچے منگا کر مفت تقسیم کرنے کی بجائے ان کے فروخت کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا یہی ارشاد ہے ؎

حجم ۱۰۰ صفحے

اخبار

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

قیمت صرف ۵/

مضامین اور نظموں کی مکمل فہرست

مسلم و غیر مسلم اصحاب کے مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

۲ جون ۱۹۲۹ء کے جلسے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سوانح بیان کرنے اور ناواقف لوگوں کے لئے اس بارے میں واقفیت بہم پہنچانے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالے کی تحریک کے مطابق جو جلسے طول وعرض ہند میں ۲ جون کو منعقد ہونے والے ہیں۔ ان کی تاریخ اس قدر قریب پہونچ گئی ہے۔ کہ اب اس طرف پورے طور پر متوجہ ہوجانا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی پیش فرمودہ ہر تجویز کو پوری طرح عملی حیثیت میں لانا اور اسے کامیاب بنانے کے لئے کوشش کرنا ہر احمدی [illegible] [illegible] ہے کہ سرور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے کی گئی ہو۔ اور جس سے مقصود یہ ہو۔ کہ حضور صلوات اللہ علیہ کے نورانی چہرہ سے وہ تمام گرد و غبار صاف کردیا جائے۔ جسے بعض بدباطن مدتوں سے مکدر کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں پورا یقین اور کامل وثوق ہے۔ کہ ہر احمدی اس کے لئے معمولی محنت و مشقت برداشت کرنا تو درکنار۔ اگر اس کے لئے اسے کوئی بڑی سے بڑی قربانی کرنا پڑے۔ تو نہ صرف یہ کہ اسے کمال خوشی سے برداشت کرے گا۔ بلکہ سعادت دارین تصور کرتے ہوئے اپنے لئے مایہ صد افتخار جانیگا۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ دوسرے مسلمانوں میں بھی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے جوش اور ولولہ پیدا کیا جائے۔

گذشتہ سال ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے مسلمانوں نے اس تحریک پر جس طرح لبیک کہا۔ اسے کامیاب بنانے کے لئے جو سرگرمی دکھائی اور اپنے اندرونی مناقشات کو بالائے طاق رکھکر لوائے احمد کے تلے جمع ہونے میں انہوں نے جس اخلاص کا اظہار کیا وہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ اب ہر فرقہ اپنے مقدس و مطہر پیشوا کے لئے عقیدت ومحبت کے جذبات کا وہ بحر بیکراں اپنے سینہ میں رکھتا ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہ پہلے مل سکی اور نہ آئندہ مل سکیگی۔ اس سال کے جلسوں کو پررونق بنانے کے لئے بھی جدوجہد شروع کردینی چاہئے۔ اور عاشقان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تحریک کرنی چاہئے۔ کہ وہ اس سال پھر دنیا کو اپنے بے نظیر اخلاص اور محبت کا نظارہ دکھادیں۔

گذشتہ سال مقدس جلسے منعقد کرانے میں جماعت احمدیہ نے جس ایثار اور قربانی کا ثبوت دیا۔ جس اخلاص اور جوش سے کام کیا۔ ہر فرقہ اور ہر خیال کے مسلمانوں کو ایک سٹیج پر جمع کرنے کی جو مخلصانہ کوشش کی۔ خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ وہ بہت مسرت انگیز نتیجہ پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔ اور یہ اسی کا اثر ہے۔ کہ اس سال گذشتہ سال کی نسبت ان جلسوں کے متعلق فضا بہت اچھی ہے۔ اگرچہ ایک دو جگہ سے مخالفانہ اظہار رائے ہوا ہے۔ لیکن عام خوشگوار حالت کے مقابلہ میں اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ اور خاصکر اس لئے کہ ایسی آواز اٹھانے والے وہی لوگ ہیں۔ جو "علما" کہلاتے ہیں۔ مگر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہر ایک نیکی کی توفیق ان سے سلب کرلی گئی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے اظہار کے لئے جو تحریک کی گئی ہے۔ اس کی بعض علماء کہلانے والوں نے مخالفت کی۔ اور یہ دیکھ لینے کے بعد کہ جماعت احمدیہ کی اس میں کوئی ذاتی یا فرقہ وارانہ غرض نہیں۔ مخالفت کی۔ مگر تعجب نہیں۔ کیونکہ ان بیچاروں کی حالت ہی ایسی ہے۔ کہ جس امر کے خلاف ان کی طرف سے آواز نہ اٹھائی جائے اس کے مفید اور بابرکت ہونے میں شبہ گذرنے لگتا ہے۔

پس ہم ان کی مخالفت کو جو خواہ ان کے سینوں میں کس قدر جوش مار رہی ہو۔ لیکن اس کے اظہار میں وہ اپنی بے کسی محسوس کررہے ہیں۔ کوئی وقعت نہ دیتے ہوئے خدا تعالےٰ کا ہی شکر کرتے ہیں۔ جس نے مسلمانوں کے دلوں میں اپنے حبیب کی محبت کا ولولہ پیدا کردیا۔ اور اس کے اظہار کی توفیق عطا کی۔ اگر مسلمان اس جوش کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ بلکہ ہر سال پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ اس کا اظہار کریں۔ تو ہم یقین دلاتے ہیں۔ کہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں مسلمانوں کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ انہیں دین سے اور اس دین سے جس نے دنیا کی سب سے زیادہ گری ہوئی قوم کو بام رفعت پر پہونچایا۔ وہ دلبستگی پیدا ہوسکتی ہے۔ اور مسلمان دنیا میں وہی عزت اور توقیر حاصل کرسکتے ہیں۔ جو ان کے اسلاف کے حصہ میں آئی تھی۔

ہمیں پوری پوری امید ہے۔ کہ مسلمانان ہند ۲ جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

غیر مسلم اصحاب نے ان جلسوں میں گذشتہ سال جو دلچسپی لی۔ اور بہت سے مقامات میں انہیں شاندار بنانے کیلئے قابل تعریف امداد دی۔ وہ اس امر کا پورا پورا ثبوت ہے کہ غیر مذاہب میں بھی ایسے معقول پسند اصحاب کی کمی نہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے مخلصانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ اور جو ملکی اتحاد و اتفاق کی اس بہترین تجویز کو کامیاب بنانے کے لئے پوری طرح آمادہ و مستعد ہیں۔ اس سال بھی ان سے درخواست کرنی چاہئے۔ کہ وہ اپنی قابل تعریف امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔

راولپنڈی میں پیغامیوں کی قابل افسوس حرکات

اواخر اپریل ۱۹۲۹ء میں انجمن احمدیہ راولپنڈی نے اپنے انتظام میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ اس کی جو رپورٹ ہمیں موصول ہوئی ہے۔ [illegible] پیغامی پارٹی نے اس جلسہ میں [illegible] بدترین مظاہرہ کیا۔ انجمن احمدیہ کی شرافت دیکھئے۔ کہ ان لوگوں کی درخواست پر اپنے سٹیج پر انہیں تقریر کرنے کا موقعہ دیا۔ لیکن ان لوگوں کی انسانیت ملاحظہ ہو کہ جب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ان لوگوں کے عقائد باطلہ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو اس خفت کے تصور نے جو ان بصیرت افروز تقریر کا لازمی نتیجہ تھا۔ ان لوگوں کے ہوش وحواس بالکل معطل کردئے۔ تہذیب و شرافت کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور یہ لوگ مولانا حالی کے شعر

کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ میں لاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے

کی زندہ اور مجسم تصویر بن گئے۔ ان کی انجمن کے چند ایک ممبر بیہودہ گوئی اور فحش کلامی پر اتر آئے۔ اور سخت شور و شر بپا کیا۔ حتیٰ کہ چوہدری محمد نفش صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی پر حملہ کردیا۔ جس سے ان کے سر میں چوٹ آئی۔ لیکن اس تمام اشتعال کے باوجود جماعت احمدیہ کے ممبر بالکل باامن رہے۔ اور جواب میں بھی کوئی ایسی حرکت ان سے سرزد نہ ہوئی۔ اگر مبایعین بھی ایسی حرکات پر اتر آتے تو ان لوگوں کو بہت جلد قدر عافیت معلوم ہوجاتی۔ لیکن وہ اس بزرگ کے متبع ہیں جس کا حکم ہے

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اور غیر مبایع اس شخص کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جسے اسی کا ایک مخلص مرید اور محب صادق موچی دروازہ کے ایک نہایت ہی مشہور و معروف طبقہ کے مشابہ بتا چکا ہے۔ یہ خوشی ہے۔ کہ دونوں فریق نے اپنے اپنے مطاع کی اتباع کا نمونہ دکھایا۔

شہر دہلی کی طرف سے اسمبلی میں نمائندہ

پچھلے دنوں فری پریس نے اطلاع دی تھی۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو اور مالوی جی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ڈاکٹر انصاری حلقہ شہر دہلی کی طرف سے اسمبلی میں بھیجے جائیں۔ ایک ایسے حلقہ کی طرف سے جہاں ہندو اکثریت میں ہوں۔ اور جہاں مخلوط انتخاب کے ذریعہ نشستیں پُر کی جاتی ہوں۔ ایک مسلمان کو نمائندہ بنانے کی تجویز کو دیکھکر ہم نے اسی وقت لکھا تھا۔

"غرض اس سے یہ ہے کہ اسمبلی میں ایسا مسلمان بھیجا جائے۔ جو نہرو رپورٹ پر ایمان لاچکا ہو۔ اور اسے مسلمانوں کا نمائندہ قرار دیکر نہرو رپورٹ کی تائید کا ڈھونگ رچا جائے"

(الفضل ۳۰ ر اپریل)

اب اطلاع ملی ہے۔ کہ چونکہ ڈاکٹر انصاری صاحب اس کیلئے آمادہ نہیں ہوئے۔ اس لئے شردھانندجی کے بیٹے پروفیسر اندر ایڈیٹر [illegible] ان کی جگہ امیدوار ہوں گے۔ ہندوؤں کا اس جگہ پر جہاں اب پروفیسر اندر کھڑے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر انصاری کو کھڑا کرنے کی کوشش کرنا اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ وہ اپنے مفاد اور مقصد کی تکمیل کے لحاظ سے نہرو رپورٹ کے حامی مسلمانوں اور متعصب سے متعصب ہندو لیڈروں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے چنانچہ ملاپ ۹ رمئی لکھتا ہے:۔

"اگر ڈاکٹر انصاری کھڑے ہوتے۔ تو ان کا مقابلہ بھی شاید کوئی نہ کرتا!"

ایسی باتوں سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ نہرو رپورٹ کے حامی مسلمان اپنی قوم کا درد کس حد تک اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ اور مسلم قوم ان پر کہاں تک اعتماد کر سکتی ہے؟

بمبئی کے پٹھان اور ملاپ

فروری ۱۹۲۹ء میں جو فسادات بمبئی میں ہوئے۔ ان کے متعلق یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ غریب الوطن اور بے کس و بے بس پٹھانوں پر بہت زیادتی کی گئی۔ اور ان پر بہت ظلم کیا گیا۔ سرکاری افسر جو تفتیش کے لئے متعین کیا گیا۔ اس کی بھی یہی رائے تھی اور اب جو فسادات ہوئے ہیں۔ ان میں بھی پٹھانوں کی طرف سے کوئی زیادتی یا فتنہ انگیزی ثابت نہیں۔ بلکہ جہاں تک واقعات اخبارات میں آئے ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ یہ ساری خرابی ہندوؤں کی طرف سے پیدا کی گئی۔ لیکن بایں ہمہ "ملاپ" ۹ رمئی لکھتا ہے:۔

"بمبئی سے نہ صرف غنڈہ عنصر کے اخراج کی ضرورت ہے بلکہ ان سب شوریدہ سر پٹھانوں کے نکالے جانے کی ضرورت ہے.... ان لوگوں کو ایسے قابل اعتراض رویہ کے باوجود بمبئی میں چھوڑنا ایک طرح سے بمبئی کے امن عامہ کے خطرہ کو قائم رکھنا ہے"

اس صورت میں کہ ایک غیر جانبدار کمیشن بمبئی کے پٹھانوں کے نہ صرف [illegible] بلکہ مظلوم ہونے کا صاف طور پر اعتراف کر چکا ہے۔ ان کے [illegible] کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی ہے۔ کہ وہ [illegible] ملاپ کی یہ فرقہ وارانہ ذہنیت اور تنگدلی نہایت ہی قابل [illegible]

اشارات

گذشتہ سال غیر مبایعین نے زیر قیادت اپنے "امیر ایدہ اللہ" رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقدیس میں منعقد ہونے والے جلسوں کی مخالفت میں ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگا کر دیکھ لیا تھا۔ کہ سوائے ناکامی اور نامرادی کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آسکتا۔ اگر ان میں شرم و حیا کا کوئی بھی ذرہ باقی ہوتا۔ تو وہ اس ناکامی سے عبرت حاصل کرتے۔ اور پھر ایسی مقدس تحریک میں روڑا اٹکانے کا خیال تک دل میں نہ لاتے۔ لیکن ان کے دلوں میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق جو جلن اور سوزش پائی جاتی ہے۔ وہ اس درجہ ترقی کر چکی ہے۔ کہ کسی پہلو انہیں چین نہیں لینے دیتی۔ اور وہ جلے پاؤں کی بلی بن کر ہر موقعہ پر اضطراری حرکات کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں:۔

اب کے انہوں نے سرور دو عالم حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں منعقد ہونے والے جلسوں کی مخالفت کی مہم "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے ایک پرانے مضمون سے شروع کی ہے۔ جسے اگر مولوی محمد علی صاحب کی باسی کڑھی میں ابال کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ مولوی صاحب نے اپنا ایک رکھا رکھایا مضمون جس کی دوسری قسط "بقول پیغام" بعض وجوہ سے شائع نہ ہوسکی تھی"۔ اب ۱۰ رمئی کے "پیغام صلح" میں شائع کر دیا ہے۔ اس میں خاتم النبیین کے معنے بیان کرتے ہوئے اپنا وہی بوسیدہ اور زنگ آلودہ ہتھیار ہمارے خلاف استعمال کیا ہے۔ جس پر وہ اپنی ساری کامیابی کا دارومدار سمجھتے ہیں۔ یعنی عام مسلمانوں کو ہمارے خلاف اشتعال دلاتے ہوئے یہ اعتراض دوہرایا ہے۔ کہ "خاتم النبیین کے جو معنی مسلمان کرتے ہیں۔ وہ معنی میاں صاحب نہیں کرتے"

اس کے متعلق ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ "میاں صاحب" خاتم النبیین کے وہ معنی نہیں کرتے۔ جو مسلمان کرتے ہیں"۔ تو کیا مولوی محمد علی صاحب خاتم النبیین کے وہی معنی کرتے ہیں۔ جو مسلمان کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہم انہی پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ وہ براہِ کرم اپنے حسب ذیل الفاظ پر غور کرکے بتائیں۔ کیا ختم نبوت کے بارے میں۔ ان میں اور مسلمانوں میں پورا اتحاد ہے یا زمین و آسمان کا اختلاف۔

آپ نے اپنے رسالہ دعوۃ عمل میں لکھا ہے:۔

"قرآن شریف تو نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کرتا ہے۔ مگر مسلمانوں نے اس اصولی عقیدہ کے بالمقابل یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ جو نبی ہیں۔ وہ آئیں گے۔ اور یہ کبھی نہ سوچا۔ کہ جب نبوت کا کام تکمیل کو پہنچ چکا۔ اور اس لئے نبوت ختم ہوچکی۔ تو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی کس طرح آسکتا ہے۔ خواہ پرانا ہو۔ یا نیا"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خواہ کوئی نئے نبی کے آنے کا عقیدہ رکھے۔ یا پرانے کے آنیکا۔ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ایک ہی قسم کے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے وہ معنی نہیں کرتا۔ جو خود مولوی صاحب کرتے ہیں۔ جب مولوی صاحب مسلمانوں کو اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ متفق اور اسے غلط قرار دیتے ہیں۔ تو پھر ان کا یہ کہنا کہ "خاتم النبیین کے جو معنی مسلمان کرتے ہیں وہ معنی میاں صاحب نہیں کرتے" نہایت ہی قابل افسوس جرأت ہے۔

مولوی صاحب حسب عادت اس باسی کڑھی میں بھی مغالطہ دہی کا نمک مرچ ملانے سے باز نہیں رہے۔ فرماتے ہیں:

"میاں صاحب نے اس بات پر بڑی شدید قسمیں کھائی ہیں۔ کہ جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا ہے۔ ان کا عقیدہ یہی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں"۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "شدید قسمیں" اس بات پر نہیں کھائیں۔ جیسے مولوی صاحب نے اپنے دماغ سے گھڑ کر پیش کیا ہے۔ بلکہ اس الزام کے متعلق کھائی ہیں۔ جو مولوی صاحب اور ان کے رفقا کی طرف خاتم النبیین کے عقیدہ کے متعلق دھوکہ دینے کا لگایا گیا تھا۔ چنانچہ قسم کے حسب ذیل الفاظ سے ہی یہ بات ظاہر ہے۔

"میں اس دعویٰ پر اللہ تعالےٰ کی غلیظ سے غلیظ قسم کھاتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اگر میں دل میں یا ظاہر میں رسول کریمؐ کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہوں۔ اور لوگوں کو دکھانے کیلئے اور انہیں دھوکہ دینے کیلئے ختم نبوت پر ایمان ظاہر کرتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی لعنت مجھ پر اور میری اولاد پر ہو"

ناظرین یہ الفاظ پڑھیں پھر مولوی صاحب کے پیش کردہ الفاظ دیکھیں۔ اور بتائیں مولوی صاحب نے کس قدر دیانت سے کام لیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ مولوی صاحب کا دل کیوں اس قدر سخت ہوگیا ہے۔ کہ انہیں لاکھوں کی جماعت کے امام کی بڑی "شدید قسمیں" بھی بدظنی سے ہٹا نہیں سکتیں۔ باوجود ایسی شدید قسموں کے پھر بھی اپنا آموختہ دوہرا رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں "نئے شامل ہونیوالوں سے چونکہ اجرائے نبوت کا منوانا مشکل تھا اس لئے بیعت لیتے وقت رسول کریمؐ کا خاتم النبیین ماننے کا اقرار لیا جاتا ہے۔ گویا اس طرح دھوکہ دیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا اسلام

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن گجیلپور)

حضرت عمرؓ قریش کے معزز خاندان میں سے تھے۔ اور جب کبھی قریش کی آپس میں یا کسی غیر سے لڑائی ہوتی۔ تو عمرؓ ہی ان کے سفیر بن کر جایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ چالیسویں مسلمان مرد تھے۔ آپ سے پہلے ۳۹ مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکی تھیں۔ ان دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارقم کے گھر میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ اصحاب فیل کے حملہ سے ۱۳ سال بعد پیدا ہوئے۔ بڑے لمبے قد اور اونچی آواز والے آدمی تھے۔ ان کا رعب اور اثر بھی بہت تھا۔ ان کی عادت تھی۔ کہ زمانہ کفر میں مسلمانوں کو بہت ستایا کرتے تھے۔ آپ کے مسلمان ہونے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے۔ یا اللہ یا تو عمر بن خطاب مسلمان ہو جائے۔ یا عمرو بن ہشام (یعنی ابوجہل) تاکہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔

اس دعا کے بعد ایک دن کعبہ میں قریش نے کمیٹی کی۔ اور یہ پاس کیا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت فساد پھیلا رکھا ہے۔ جو شخص اسے قتل کر دے گا۔ اسے ۱۰۰ اونٹ انعام میں دیئے جائینگے۔ حضرت عمرؓ وہاں سے جوش میں اٹھے کہ میں جا کر محمد کو قتل کرتا ہوں۔ رستہ میں ان کو ایک شخص ملا اس نے پوچھا۔ عمر کہاں جاتے ہو۔ عمرؓ نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے چلا ہوں۔ اس نے ہمیں بہت ستایا ہے وہ شخص بولا۔ عمر یہ تمہاری سخت غلطی ہے۔ عمر کہنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پہلے تیری ہی گردن اڑاؤنگا۔ وہ شخص سچ مچ مسلمان تھا کہنے لگا۔ غیر لوگوں کو قتل کرتے پھرتے ہو۔ پہلے اپنوں کی تو خبر لو۔ ان کو مار لو۔ تو پھر اور طرف رخ کرنا۔ عمرؓ پوچھنے لگے وہ کون۔ مسلمان بولا۔ پہلے تو اپنی سگی بہن اور اس کے میاں سعید کی خبر لو۔ عمر نے یہ سن کر سیدھا بہن کے گھر کا رخ کیا اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا۔ کہ جو مسلمان غریب مفلس ہوتا۔ اسے کسی کھاتے پیتے مسلمان کے سپرد کر دیتے تاکہ غریب کا گذارہ ہو سکے۔ چنانچہ عمر کے بہنوئی سعید کو بھی دو غریب مسلمان سپرد کر رکھے تھے۔ عمر نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کون؟ عمر نے کہا۔ میں ہوں خطاب کا بیٹا۔ اس وقت انہوں نے سنا کہ اندر کئی آدمی بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر خود بیان کرتے ہیں کہ میری آواز سنکر یہ لوگ ادھر ادھر چھپ گئے اور گھبراہٹ میں وہ کتاب بھی وہیں بھول گئے۔ پھر میری بہن نے دروازہ کھول دیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ سنا ہے۔ تم بھی مسلمان ہو گئی ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ اس پر میں نے جو کچھ میرے ہاتھ میں آیا۔ اٹھا کر مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور خون کی تتلی بہنے لگی۔ وہ رونے لگیں اور کہتی جاتی تھیں بھائی چاہے مار ڈالو۔ میں تو اب مسلمان ہو چکی۔ میں نے جو خون دیکھا۔ تو ہٹ کر پرے ایک تخت پر جا بیٹھا۔ وہاں ایک کتاب پڑی دیکھی۔ میں نے کہا۔ یہ کیا کتاب ہے۔ مجھے دو۔ میری بہن نے کہا۔ کہ خبردار اسے ہاتھ نہ لگانا۔ اس کتاب کو پاک لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا۔ تم لوگ خدا کے حکم کے مطابق غسل نہیں کرتے۔ اس لئے ناپاک ہو۔ ناچار میں نے غسل کیا۔ اور اس کتاب کو پڑھنے لگا۔ جب میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی۔ تو بے خود ہو گیا۔ اور کتاب ہاتھ سے رکھدی پھر جب ذرا دل ٹھکانے ہوا۔ تو یہ آیت پڑھی۔ سبح للہ ما فی السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم۔ جب قرآن میں کہیں اللہ تعالےٰ کا کوئی نام آتا۔ تو میں بے خود ہو جاتا۔ پھر ذرا آپے میں آتا۔ تو پڑھنے لگتا آخر جب میں اس آیت پر پہنچا۔ اٰمنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ (الی) ان کنتم مومنین تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے کہدیا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ میرا کلمہ سن کر جو مسلمان اندر ادھر ادھر چھپے ہوئے تھے۔ وہ باہر نکل آئے۔ اور خوشی کے مارے اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔ اور مجھے کہا۔ کہ اے عمر تمہیں خوشخبری ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پیر کے دن یہ دعا کی تھی۔ کہ خدایا۔ یا تو عمر کو مسلمان کر دے۔ یا ابوجہل کو سو خدا نے تم کو یہ فخر نصیب کیا۔ اس کے بعد میں نے ان لوگوں سے پوچھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں ہیں۔ لوگوں نے مجھے پتہ بتایا۔ میں وہاں گیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ میں عمر ہوں۔ دروازہ کھولو۔ مسلمان میرے ظلموں اور سختیوں سے واقف تھے۔ اور میرے مسلمان ہو جانے کی ابھی کسی کو خبر نہ تھی۔ اس لئے دروازہ کھولنے میں پس و پیش کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک دروازہ کھولدو اگر خدا کو منظور ہوا۔ تو عمر ہدایت پا جائیگا۔ ان لوگوں نے دروازہ کھولدیا۔ اور دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑ لئے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔ انہوں نے میرے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے میرا کرتا پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ اور فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے۔ اب تو مسلمان ہو جا۔ اے اللہ اسے ہدایت دے میں نے کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ

یہ سن کر مسلمانوں نے تکبیر کے نعرے اس زور سے بلند کئے۔ کہ تمام مکہ گونج اٹھا۔ اس کے بعد مجھے یہ جوش اٹھا کہ یا تو مسلمانوں کو یہ کافر لوگ مارا نہ کریں۔ ورنہ پھر مجھے بھی ان کی طرح مارپیٹا کریں۔ اور جو مصیبت عام مسلمانوں کو پہنچتی ہے۔ مجھے بھی پہنچے یہ ارادہ کر کے میں اپنے ماموں کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ انہوں نے مجھے بہت کہا۔ کہ اس دین کو چھوڑ دو۔ مگر میں نے یہی جواب دیا۔ کہ نہیں۔ آخر انہوں نے مجھے گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا۔ میں نے کہا۔ کچھ لطف نہ آیا۔ مار نہیں پڑی۔ اس کے بعد میں قریش کے سب رئیسوں کے دروازہ پر گیا اور اسی طرح اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ مگر کسی نے مجھے نہ مارا۔ صرف گھر سے باہر نکالدیا۔ میں نے پھر یہی کہا۔ کہ کچھ مزا نہ آیا۔ آخر ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ کہ عمر کیا تم اپنے اسلام کا اعلان کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ جب سب رئیس کعبہ میں جمع ہوں۔ اس وقت جمیل کو کہدینا وہ ڈھنڈورہ دیدیگا۔ میں نے کہا۔ اچھا۔ جب لوگ کعبہ میں جمع ہو گئے۔ تو میں نے جمیل کے کان میں چپکے سے کہدیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اس نے اسی وقت غل مچا دیا۔ یہ سنکر سب لوگ مجھ پر پل پڑے۔ اور مارنے لگے۔ میں بھی انہیں مارنے لگا۔ اتنے میں میرے ماموں نے مجھے پہچان لیا۔ اور بآواز بلند کہا۔ لوگو! میں اپنے بھانجے کو پناہ دیتا ہوں۔ یہ سنکر لوگ پرے ہٹ گئے اس کے بعد پھر میں نے یہی دیکھا۔ کہ لوگ مجھے تو کچھ نہیں کہتے مگر اور غریب مسلمان روزانہ مار کھاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر پھر مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور ایک دن جب لوگ کعبہ میں جمع ہوئے۔ تو میں نے اپنے ماموں سے کہا۔ کہ سنئے میں آج سے آپ کی پناہ واپس کرتا ہوں۔ انہوں نے ہر چند مجھے منع کیا۔ مگر میں نے نہ مانا۔ اور ان کی پناہ لوگوں کے سامنے واپس کر دی۔ اس کے بعد میں برابر مشرکوں کی مار کھاتا رہا۔ اور مارتا بھی رہا۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔

ایک دن حضرت عمرؓ پر لوگوں نے حملہ کیا۔ اور ان کو کعبہ میں خوب مارا۔ انہوں نے بھی مقابلہ کیا۔ اور صبح سے دوپہر ہو گئی۔ آخر حضرت عمر تھک کر گر پڑے۔ مگر ان لوگوں نے ان کو مارنا نہ چھوڑا۔ حضرت عمرؓ مار کھاتے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اے ظالمو! تم سے جو ہو سکے کر لو۔ خدا کی قسم اگر ہم مسلمان ۳۰۰ ہو جاتے۔ تو پھر تم دیکھتے۔ ہم تم کو کعبہ سے کان پکڑ کر باہر نکال دیتے۔ خدا کی قدرت ایسا ہی ہوا۔ یعنی بدر میں ۳۰۰ کے قریب مسلمانوں نے کفار قریش کے پورے ساز و سامان سے آراستہ لشکر کو اس طرح تباہ کر دیا کہ آج تک عقلمند اس واقعہ پر حیران ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے ثابت کر دیا۔ کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ وہ یونہی نہ تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ پورا عزم اور ارادہ شامل تھا۔

ولادت مسیح علیہ السلام

(ایک معزز غیر احمدی مسلم کے قلم سے)

(۱۰)

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے مضامین متعلقہ ولادت مسیحؑ پر ہم گزشتہ نمبروں میں کسی قدر تبصرہ کر چکے ہیں۔ اخبار کے محدود صفحات طوالتِ مضمون میں مزاحم اور مانع ہیں۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔ کہ اپنے خیالات کو مختصراً بیان کریں۔ ہم مکرر یہاں عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمیں لاہوری یا قادیانی مناقشات اور تنازعات میں دخل دینے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ اور یہ امر ہمارے منصب سے قطعی طور پر خارج ہے۔ اگر جناب ڈاکٹر صاحب اپنے خیالات جدیدہ کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھتے۔ اور جناب مرزا صاحب کے عقائد کی اس بارہ میں ناحق پناہ نہ ڈھونڈتے۔ تو ہمیں مرشد آنجناب کے تذکرہ کی ضرورت نہ تھی۔ اس حالت میں ہمارا نقطۂ نظر بالکل جداگانہ ہوتا۔ اور اصل مضمون ولادت مسیحؑ کے سوائے ہمیں کچھ اور بیان کرنا مقصود نہ ہوتا۔

ایمانیات کا سوال

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ وفات اور حیاتِ مسیحؑ کا مسئلہ عباداتِ اسلامی میں شامل نہیں ہے۔ لیکن کسی طرح یہ امر ہمارے ایمانیات سے خارج نہیں ہے۔ سارا قرآن ایمانیات میں شامل ہے اگر جناب ڈاکٹر صاحب کا مقصود یہ ہے۔ کہ صرف عبادات ہی ایمانیات میں شامل ہیں۔ تو بس فیصلہ دور نہیں۔ اس صورت میں بخیال آنجناب عبادات اور ایمانیات کو قرآنِ پاک سے اخذ کر لینا چاہئے۔ باقی قرآن چونکہ ایمانیات میں داخل نہیں ہے۔ اس لئے اس کی ضرورت یا عدم ضرورت مساوی الحیثیت ہے۔ خواہ اس سے تمسک کیجئے یا اسے ترک کر دیجئے۔ ایک ہی بات ہوگی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

صحیح راہ عمل

دین کے معاملہ میں ہرگز جبر نہیں۔ لا اکراہ فی الدین۔ ڈاکٹر صاحب کو اختیار ہے۔ کہ جو عقیدہ چاہیں۔ اپنے لئے اختیار کریں۔ لیکن کتاب الایمانیات کو معاذ اللہ بیکار نہ ٹھہرائیں اور کسی بیگناہ کو اس کی مرضی کے خلاف اپنے عقائد کے سلسلہ میں خواہ مخواہ مقید ثابت کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی اگر بصدق دل غور فرمائینگے تو اپنے خیال کی غلطی کو محسوس اور تسلیم کرنے سے انشاء اللہ تعالے انہیں عار نہ ہوگی۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اس تبدیلی کا اعلان فرمائیں لیکن اس قدر ضرور مان لیں کہ جناب مرزا صاحب بظاہر اور بباطن صفائی قلب سے مسیحؑ کی [illegible] سے قائل تھے

مضمون ولادت مسیح علیہ السلام

ہم اپنے آخری نتائج میں لفظ کان کے متعلق تحقیق [illegible]

ڈال چکے ہیں۔ سنت اللہ کے متعلق ڈاکٹر صاحب کو شکوک اور شبہات نے محصور کیا ہوا ہے۔ چاہئے تھا۔ کہ آپ خدا کی قدرت تامہ کے معتقد اور قائل ہوتے آپ جیسے انسان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا اقتضا یہی تھا۔ لیکن اگر ہر طرح سے آپ مجبور ہی تھے۔ کہ ولادت مسیحؑ کے لئے نطفہ انسانی تجویز کریں۔ تو کم از کم حضرت مرشد کو اس عقیدہ میں ملوث کرنے کی سعی سے الگ رہتے اور صاف اعلان فرما دیتے۔ کہ اس امر میں ہمارا مسلک جداگانہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا نظریہ

بقول جناب ڈاکٹر صاحب یہود کا یہ خیال تھا۔ کہ حضرت مسیحؑ [illegible] ہم اس بات بحث [illegible] ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ خود آپ کے قول کے مطابق کلام کرنے کے وقت حضرت عیسیٰؑ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے۔ کہ مقابلہ پر کلام کرنے والے یہود خود سارے کے سارے چالیس سال کی عمر سے زائد تھے۔ اور اپنی انتہائی پیری میں پہنچے ہوئے تھے۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ یہ کہ وہ مریم صدیقہ سے ان کے فرزند کے دعاوی کا جواب طلب کرتے تھے۔ قرآن پاک سختی سے اس کی تردید فرماتا ہے۔

تکلیم فی المہد

قرآن کریم نے حضرت مسیحؑ کی ایک خصوصیت کو بیان فرمایا ہے۔ یعنی یکلم الناس فی المہد و کہلاً یعنی (سابقہ عبارت کو ملحوظ رکھکر) فرشتوں نے کہا۔ کہ اے مریم تیرا بیٹا عیسےٰ ابن مریم طفولیت اور بڑھاپے میں لوگوں سے کلام کریگا یہاں بھی وہی لفظ مہد ہے۔ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے مہد کی عمر یعنی گہوارہ کے سن و سال میں باتیں کرنے کی تصدیق خود اللہ تعالے نے فرما دی ہے۔ اور یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جبکہ ملائکہ نے مسیحؑ کی ولادت کے متعلق حضرت مریم صدیقہ کو خوشخبری دی۔ یہاں بہر کیف لازماً یکلم مضارع مستقبل کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی کلام کرے گا۔ اب فرمائیے کہ آیا حضرت مسیحؑ نے گہوارہ کی عمر میں کلام کر کے خدائی پیشگوئی کا عملاً تصدیق فرمائی یا نہیں۔ گہوارہ کی حد کے متعلق ہم ہرگز کوئی صحیح تعین نہیں کر سکتے۔ لیکن خود ڈاکٹر صاحب نے اس عمر سے بچپن مراد لیا ہے۔ ہمیں بھی اس سے تعرض نہیں۔

صحیح نتیجہ

[illegible] حضرت [illegible] گہوارہ [illegible]

کلام کرنے کو اللہ تعالےٰ نے ان کی ولادت سے پہلے ہی مقدر کر دیا ہوا تھا۔ خدائے علام الغیوب کو آئندہ آنے والے واقعات کا کامل علم ہے۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم اس پر گواہ صادق ہے۔ "فاشارت الیہ" یعنی حضرت مریم نے اپنے گہوارہ کے بچہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان کو علم تھا کہ حکم خدا کے مطابق میرا بچہ گہوارہ میں باتیں کرے گا۔ نیز مریم صدیقہ خدا کے خاص نشانات اپنے اندر ملاحظہ فرما چکی تھیں۔ معاملہ کی نزاکت اور اہمیت ان کو سکوت پر مجبور کئے ہوئے تھی۔ اس لئے انہوں نے بحکم پروردگار مولود سعید کو جواب دینے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹر صاحب کو بڑا اصرار ہے۔ کہ تکلیم کے وقت حضرتِ مسیحؑ نبی اللہ تھے۔ اور آپ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ یکان فی المہد صبیا۔ کے معنی آپ پہلے بچہ رہ چکنے کے کرتے ہیں۔ اب یکلم الناس فی المہد کی ربانی پیشگوئی کی آپ کے پاس کیا تاویل ہے۔ غور فرمائیے۔ یہ تو ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ ماں کے بطن سے ہی نبی اللہ پیدا ہوئے تھے۔ شاید ڈاکٹر صاحب [illegible]

حضرت مسیحؑ کا کلام

والدۂ محترمہ کا اشارہ کرنے پر حضرت مسیحؑ بحکم پروردگار باعانتِ روح القدس یوں گویا ہوئے۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں بھی میں رہوں۔ اللہ نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں۔ مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی ماں سے نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا۔ اور جس روز میں پیدا ہوا۔ اور جس روز میں مروں گا۔ اور جس روز زندہ اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلامتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے شکوک

مذکورہ آیات نقل کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنے شکوک ترتیب وار درج کئے ہیں۔ اس لئے ہم اسی تقلید کے ساتھ ان پر نظر ڈالتے ہیں۔

(۱) بقول ڈاکٹر صاحب حضرت مریم کا فرض تھا۔ کہ وہ خود جوابات دے کر اپنے دامن کو الزامات سے پاک کرتیں۔ معاذ اللہ۔ کس قدر بے باکی اور بے ادبی ہے۔ حضرت مریم کیا جوابات پیش فرماتیں؟ کیا ان کو زیبا تھا۔ کہ ولادت کے مسئلہ پر بے باک ہو کر کوئی لیڈریس پیش فرماتیں؟ آپ نے کیا مریم صدیقہ جیسی پاکدامنہ عفیفہ اور پیکرہ شرم وحیا کو کوئی معمولی عورت سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ تولید و تناسل کے بحث پر زبان وا کرتیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون کس قدر شوخی ہے! خدا رحم فرمائے۔

مریم صدیقہ نے درونِ خانہ تقریرات کی مشق نہ کی ہوئی تھی جو کھلے بندوں ایسے بحث پر سب لیشانی فرماتیں۔ وہ تو اسی قسم کے آنیوالے واقعات کے خوف سے [illegible]

نھیں [illegible] ھذا [illegible]

اے کاش میں اس واقعہ سے پہلے ہی مر جاتی۔ اور فراموش ہو چکی ہوتی (سورہ مریم) آہ! کس قدر ظلم ہے۔ ایسی صریح آیات اور علامات کو پس پشت ڈالا جارہا ہے۔ اور تجدد کے شوق اور دارفتگی میں ناموس مریم علیہا السلام کی پرواہ تک مرعی نہیں رکھی جاتی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ثم انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ؛

دوسرا شبہ

(۲) ڈاکٹر صاحب کا دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ یہود کے سوالات حضرت مسیحؑ کے متعلق تھے۔ اس لئے وہ خود ہی مجیب بنے اور اپنے دعاوی کی خوب تشریح کی۔ اے جناب۔ یہود کے شکوک کی نوعیت ہی اس امر کی متقضی تھی۔ کہ حضرت مریم مطلقاً ساکت و صامت ہی رہتیں۔ خدارا انکر غور فرمائیے۔ مولود جو اس موقعہ پر اپنی والدہ معظمہ اور صدیقہ کی تصدیق کے لئے مامور من اللہ تھا۔ اور جس کے متعلق یہ امر خدائے تعالےٰ کی خوشخبری میں اس کی ولادت سے قبل ہی مقدر کیا جا چکا تھا۔ کہ گہوارہ میں اپنی صادق القول والفعل ام عفیفہ کی سچائی پر شہادت دیگا بحکم قدیر متکلم ہوا۔ حضرت مسیحؑ نے وہ باتیں کہیں۔ جن سے زیادہ موزوں اس موقعہ پر کچھ اور نہ کہا جا سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی غیرت نے ہرگز یہ بھی پسند نہ کیا۔ کہ حضرت مریم کا چال چلن معرض کلام میں لایا جاسکے۔ بس اسی قدر کافی تھا۔ جو کہا گیا۔ اور جو کچھ اور جس حالت میں کہا گیا وہ حضرت صدیقہؑ کی عصمت کاملہ پر کافی شہادت تھی۔ ذٰلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون۔ یہ صاف ثبوت اس بات کا تھا۔ اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم صدیقہ کے بیٹے ہیں۔ اور اس حق بات کے اندر وہ شک لاتے ہیں۔ (سورہ مریم)

تیسرا اعتراض

ڈاکٹر صاحب کے شکوک ولادت بلا پدر کے بارہ میں اس جگہ بجائے کم ہونے کے زیادہ قوی ہو گئے ہیں۔ اور آپ کو حضرت مسیحؑ کے کلام میں خاص ان کے اپنے دعاوی کے متعلق استفسارات کا شبہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالبداہت غلط ہے۔ گہوارہ کی عمر میں آپ کا کلام کرنا ایک ناقابل تردید شہادت اس امر کی ہے۔ کہ ایسے بچہ کی ماں جو غیر معمولی طور پر بچپن میں کلام کرتا اور اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہے۔ کبھی معاذ اللہ فاجرہ اور بدکار نہیں ہو سکتی۔ نادان بھی سمجھ سکتے تھے۔ کہ اس عمر میں کوئی بچہ اپنی مرضی سے کلام نہیں کر سکتا۔ یہ خالصتہً آسمانی شہادت ہے۔ اپنی ولادت خاصہ کی نوعیت نادرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولود کی زبان پر خدائے تعالےٰ نے یہ اعلان جاری کرایا۔ قال انی عبد اللّٰہ یعنی فرمایا۔ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ تاکہ بعد میں لوگ اس واقعہ کو الوہیت پر محمول نہ کرلیں یہ اس بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ لوگ گمراہ ہو کر آپ کو خدا کا بیٹا بنا لینگے۔ اسکے بعد فرمایا۔ میں اللہ کا نبی اور صاحب کتاب بھی ہوں۔

منصب نبوت وہبی ہے

اسی ذکر میں سورۂ آل عمران کو پڑھئے۔ وہاں فرشتہ نے حضرت مریم کو ولادت فرزند سے پہلے بشارت دی تھی۔ کہ آپ کا بیٹا مسیح علیہ السلام خدا کا مقرب رسول اور وجیہ ہوگا۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ انبیاء اور رسول ماں کے پیٹ ہی سے نبی اور رسول پیدا ہوتے ہیں۔ نبوت ہمیشہ وہبی ہوتی ہے کسبی نہیں ہوتی۔ ان حالات میں نبی اللہ مولود کا اعلان بالکل برمحل اور سچی گواہی آپ تھا۔ ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا بھی لازمی ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ اس لئے سارے کلام میں کوئی بات خلاف واقع موجود نہیں ہے۔ بَرًّا بِوَالِدَتِی سے یہ اعلان کرنا مقصود تھا۔ کہ میں اپنی ماں سے نیکی کرنے والا ہوں۔ باپ چونکہ آپ کا کوئی نہ تھا۔ اس لئے اس کا ذکر بھی نہ کیا گیا۔ ان امور کا عملی ظہور اپنے اپنے اوقات معینہ پر مقدر تھا۔ لیکن کیا کسی مسلمان کو ذرہ برابر بھی شک و شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ولادت کے وقت نبی نہ تھے۔ نہ صرف ولادت کے وقت بلکہ خدا کے اندازہ میں روز اول سے وہ نبی اللہ تھے۔ لیکن افسوس کہ دل کا تردد اور وسوسہ لاعلاج ہے۔ معترضین خدا کے خاص انتخابات کو بھی ناقابل یقین خیال کرتے ہیں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا

ایک حقیقت کبریٰ

ہم پہلے قرآنی آیات نقل کر چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مریم صدیقہ کو ہدایت فرمادی تھی۔ کہ اگر کوئی انسان آپ کو ملے۔ اور مخاطب کرے۔ تو کہدیں۔ کہ میں رحمان کے لئے آج چپ رہنے کی نذر مان چکی ہوں۔ اس لئے کسی انسان سے کلام نہ کروں گی۔ قرآن شریف میں اس ارشاد ربانی کے مابعد کی آیات کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قوم نے جب سوالات کئے۔ تو مریم صدیقہ بحکم پروردگار (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔) خاموش رہیں۔ خدا کی طرف سے یہ امر انہیں پہلے سے معلوم تھا۔ کہ مولود جھولا میں کلام کرے گا۔ خدائے تعالےٰ کی مصلحت ہی کے ماتحت انہیں سکوت اختیار کرنے کا حکم ہوا تھا۔ اس لئے مریم صدیقہ کا کلام نہ کرنا اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت تھا۔ اور یہ حکم سراسر حکمت اور مصلحت سے مملو تھا البتہ اگر مریم صدیقہ نے یہود سے اس قدر کہہ دیا ہو۔ کہ میں نے آج کسی انسان سے کلام نہ کرنے کی نذر مانی ہوئی ہے۔ تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔ قرآن شریف کو یہ بات بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ ایک دفعہ جب الہامی حکم جناب مریم کو مل چکا تھا۔ تو اس کی تکمیل اور تعمیل کے بعد اس کو دوبارہ بیان کرنا ضروری نہ تھا۔ قرآن شریف نے عام طور پر اس قسم کے اعادہ کو اکثر مقامات پر ترک کر دیا ہے۔ اور فصاحت و بلاغت کلام کے منافی خیال کیا ہے۔

سورۂ انعام کا حوالہ

ڈاکٹر صاحب سورہ انعام کی ایک آیت پیش کرتے ہیں جس میں بعض انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے۔ کہ ان کے باپوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعض کو ہم نے برگزیدہ کیا۔ اور ان کو سیدھی راہ دکھائی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ یہاں اٹھارہ نبیوں کا ذکر ہے۔ اس لئے ان سب کے باپ اور بیٹے تھے۔ کس قدر غلط استدلال ہے۔ کیا آپ غور فرمائینگے کہ جس قدر نبیوں کا ذکر اس آیت میں نہیں کیا گیا۔ کیا ان کے باپ اور بیٹے نہ تھے۔ یہ ایک مغالطہ (نگیری) اور مغالطہ دہی ہے۔ ورنہ اس کے اندر کسی طرح انساب نویسی مقصود نہیں ہے۔

احادیث کا حوالہ

ڈاکٹر صاحب نے دو حدیثیں بھی پیش فرمائی ہیں۔ مگر دونوں کو آپ کے ادعا سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ (۱) عیسےٰؑ کا اپنی والدہ مکرمہ کے حمل میں رہنا ہم بھی جانتے ہیں۔ سوال تو نطفۂ انسانی سے ولادت کا ہے۔ اگر باپ ہوتا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضرور اس کا ذکر فرماتے۔ مگر نبی اکرم صلعم نے وہی فرمایا۔ جو قرآن نے ارشاد فرمایا تھا۔ یعنی فحملتہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مدعا اس حدیث سے فقط اس قدر تھا۔ کہ جو شخص ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ وہ الوہیت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ دوسری حدیث آپ نے یہ بیان فرمائی ہے الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو یشبہ اباہ اس سے بھی آپ کا استدلال صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ بیٹے عام طور پر باپوں کے مشابہ ہوا ہی کرتے ہیں۔ اس میں عیسےٰ علیہ السلام کی بلا پدر ولادت کی نفی آپ کس طرح ثابت کر سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ مریم صدیقہ کو دنیا کی اور عورتوں پر خاص امتیاز اور خصوصیت کوئی نہیں۔ کیا قرآن شریف کے اس ارشاد کو آپ نے کبھی ملاحظہ نہیں فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مریم صدیقہ کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت اور امتیاز خصوصی عنایت فرمایا ہے کیا بچہ بغیر شوہر کے بیٹے کی ولادت ایک ایسی فضیلت نہیں جسے فضیلت قرار دیا جاوے۔

خواتین پنجاب کا بےنظیر اجتماع

انجمن اتحاد خواتین امرتسر کا انعامی اجلاس جسکا اعلان اخبارات و رسائل میں کیا جاچکا ہے۔ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مورخہ ۲ر جون ۱۹۲۹ء بروز اتوار امرتسر میں زیر صدارت فخر نسواں محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے ایم او۔ ایل ایم۔ آر اے۔ ایس۔ پی۔ ای۔ ایس۔ پر وفیسرہ گورنمنٹ زنانہ کالج (لاہور) منعقد ہوگا جس میں اعلیٰ مضمون پڑھنے والی بہنوں کو گولڈ میڈل۔ اور سلور میڈل بطور انعام دیئے جائینگے مجھے پوری توقع ہے کہ ہندوستانی خواتین کا یہ عظیم الشان اجتماع تاریخ نسواں میں ایک قابل یادگار اضافے کا باعث اور موجب ہوگا۔ میری ان تمام بہنوں کی خدمتمیں جو فلاح نسواں کی معاون اور انہیں زیور علم سے آراستہ و پیراستہ دیکھنے کی متمنی ہیں۔ عاجزانہ اور مخلصانہ درخواست ہے۔ کہ وہ اس تاریخی اجتماع اور بزم اتحاد و یگانگت میں شرکت فرماکر انعامی مضامین میں ایک دوسری بہن سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش فرمادیں۔ بیرونجات سے تشریف لانیوالی بہنوں کی خدمتمیں التماس ہے۔ کہ وہ اپنے ارادہ سے خاکسارہ کو جلد مطلع فرمادیں تاکہ انجمن کی طرف سے ان کے قیام و طعام اور مہمانداری کا حسب دلخواہ اور معقول انتظام کر دیا جاسکے ؛

اسلام اور ویدک دھرم

خدا تعالیٰ نے جو علیم اور حکیم ہے۔ اس نے دنیا کو ظلمت و گمراہی کی تاریک و تار گھٹاؤں میں گھرا دیکھ کر اپنی سنت قدیمہ کے مطابق دنیا سے جہالت کو منور کرنے کے لئے نور اسلام ہویدا کیا۔ خدا کا یہ مذہب فاران کی چوٹیوں پر سے تمام دنیا پر چمکا اور گمردہ راہ انسانوں کو خواب غفلت سے بیدار کر کے منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ تمام دنیا نے متحدہ طاقت سے اس نور خداوندی کو بجھانے کی کوشش۔ یہ بچہ تلواروں کے سایہ میں پلا۔ پھولا اور پھلا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا۔ جب دنیا کا گوشہ گوشہ اس سراج منیر کی ظلمت پاش ضیا سے منور ہو گیا۔ ہزار ہا مذاہب اس کے مقابل پر آئے۔ مگر اسلام کے دلائل بینہ و براہین ساطعہ کے آگے سرنگوں ہوئے بغیر ان کے لئے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

(۱) دلیل :- جو ممکن ہے۔ ابتدا سے دنیا میں جب انسانی دماغ نے ابھی منازل ارتقاء طے نہ کی تھیں۔ ابتدائی تعلیم دینے کے لئے نازل ہوئے ہوں۔ لیکن آج جبکہ ترقی علوم و فنون سے انسانی دماغ ارتقاء کے بلند ترین مقام پر پہنچ چکا ہے۔ اس تعلیم کو "عالمگیر" اور قابل تتبع قرار دینا بعید از عقل و دانش ہے۔ عالمگیر کامل الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے عالمگیر الہامی ہونے کا خود دعویٰ کرے اور اس کے دلائل بھی خود ہی بیان کرے۔ قرآن کریم فرماتا ہے تنزیل من رب العلمین۔ کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ کہ یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا کہ یہ قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے۔ تاکہ تمام دنیا کے لئے موجب ہدایت ہو۔ مگر اس کے مقابلہ میں وید نہ تو اپنے الہامی ہونے کے مدعی ہیں اور نہ وہ اپنے ملہمین کا کچھ اتا پتہ بتاتے ہیں۔ کہ وہ تھے کون؟ انسان تھے۔ یا آگ پانی۔ ہوا۔ سورج؟ ان کی زندگی کیسی تھی؟ انہوں نے وید کی تعلیم پر کس طرح عمل کیا؟ کس طرح تبلیغ کی؟ تاکہ ہمارے لئے ویدوں کی تحقیق کرنے میں آسانی ہوتی۔ مگر ویدوں نے ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے اپنے "غیر مکمل" ہونے کا کافی ثبوت بہم پہنچا دیا۔ اندریں صورت آریہ صاحبان کا وید کو کامل الہامی اور عالمگیر کتاب ثابت کرنا "مدعی سست گواہ چست" بلکہ "مدعی مفقود اور گواہ موجود" کا مصداق ہے۔

(۲) وہی کتاب مکمل الہامی کہلا سکتی ہے۔ جو اس منبع ہدایت (خدا) سے متعلق نہایت اعلیٰ اور اکمل تعلیم دے۔ جو کتاب خدا تعالیٰ کو نہایت بھیانک شکل میں پیش کرتی ہے۔ وہ کبھی الہامی نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کی مختلف صفات بیان فرما کر فرمایا۔ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ ہر قسم کی خوبیاں خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ہر قسم کی برائی سے پاک ہے۔ کیسی اعلیٰ اور مکمل تعلیم ہے۔ ویدوں کی خدا کے متعلق تعلیم ملاحظہ ہو :-

لا علم خدا :- خدا کہتا ہے۔ "اس دنیا میں باپ اور پتر بھول گئے کے دو رستے ہیں۔ ایک عارفوں یا عالموں کا۔ دوسرا علم و معرفت سے مبرا انسانوں کا۔۔۔ میں نے یہ دو راستے سنے ہیں" (یجر وید ۱۹۔۴۷) پھر خدا پوچھتا ہے۔ اے بیاہے ہوئے مرد عورت تو۔ تم دونوں رات کو کہاں ٹھہرے تھے۔ اور دن کہاں بسر کیا تھا۔ اور کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا۔ تمہارا وطن کہاں ہے جس طرح بیوہ (نیوگن) اپنے دیور (نیوگی خاوند) کیساتھ شب باش ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اسی طرح تم کہاں شب باش ہوتے تھے؟" (رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ۸ ورگ ۱۸ منتر ۲ بھومکا ص۲۲۳ ستیارتھ پرکاش باب ۴)

چور خدا :- اے اندر دولتوں کے مالک پرمیشور! ہم سے الگ مت ہو۔ ہماری مرغوب سامان خوراک مت چرا۔ اور نہ کسی اور سے چروا (رگوید اشٹک ۱ سوکت ۱۰۴ منتر ۸ آریہ بھوشے ص۱۴۷ ج)

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

(۳) ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ کہ ہر وہ چیز جو انسانی ہاتھ کی ایجاد ہو۔ دوسرا انسان اس کی تعمیر کی طاقت رکھتا ہے مگر صناع قدرت کو بنانے کی کوشش تضیع اوقات ہے پس الٰہی کلام اور انسانی کلام میں یہی مابہ الامتیاز ہے۔ کہ کلام الٰہی بے مثل ہوتا ہے قرآن شریف نے ببانگ دہل تمام دنیا کو اپنے مقابل پر بلا کر کہا۔ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ کہ اگر تمام جن اور انسان جمع ہو کر بھی قرآن کریم کی نظیر لانے کی کوشش کریں۔ تو بھی اس کی مثل نہیں لا سکیں گے۔ چنانچہ واقعات نے بتا دیا۔ کہ قرآن کا یہ دعویٰ کس قدر وزنی تھا۔ اور تیرہ سو سال تک کوئی اس چیلنج کا جواب نہ دے سکا۔ پنڈت کالیچرن اور دھرم بھکشو نے چند فقرات لکھ کر "اندھوں میں کانا راجا" بننا چاہا۔ مگر ایسی منہ کی کھائی۔ کہ پھر لینے کا نام تک نہ لیا۔ مگر اس کے بالمقابل برہمنوں نے اتھروید کو اپنے پاس سے بنا کر رگوید سام وید اور یجر وید کے ساتھ ایسا ملا دیا۔ کہ آریہ صاحبان اتھروید کو بھی باقی تینوں ویدوں کی طرح الہامی ماننے لگ گئے۔ حالانکہ باقی ویدوں میں اتھروید کا کہیں ذکر نہیں بلکہ وہاں صاف طور پر تین ہی ویدوں کا ہونا لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو :-

"ایک ایک وید کو۔۔۔ بارہ بارہ سال بلکہ چھتیس سال میں ختم کرے"۔ (ستیارتھ پرکاش باب ۳ دفعہ ۲۵) فرمائیے جناب وید تین ہیں یا چار۔ ۱۲ سال میں ایک پڑھنے سے ۳۶ سال میں کتنے وید ختم ہوتے ہیں۔ تین یا چار؟

اور سنئے! "وہ جس سبھا میں رگوید۔ یجر وید۔ سام وید کے جاننے والے تین سبھاسد ہو کر آئین باندھیں" منو ۱۲-۱۱۲ بحوالہ ستیارتھ پرکاش باب ۶ ص۱۲)

پھر یجر وید ادھیائے ۳۴ کے پہلے منتر میں "رگوید۔ سام وید اور یجر وید" کا نام ہے۔ مگر اتھروید کا کہیں ذکر نہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اتھروید بعد میں برہمنوں نے باقی تینوں ویدوں میں ملا دیا ہے۔ پس وید بے مثل نہ رہے۔

(۴) کامل الہامی کتاب وہی ہو سکتی ہے۔ جو عین فطرت انسانی کے مطابق تعلیم دے۔ قرآن کہتا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ کہ اسلام عین فطرت انسانی کے مطابق تعلیم دیتا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل ویدوں میں نیوگ کا حیا سوز مسئلہ ایسا ہے۔ کہ فطرت انسانی اسے دھکے دے رہی ہے۔ صرف ایک حوالہ نقل کرتا ہوں :-

سوامی دیانند صاحب سے کسی نے سوال کیا۔ کہ جب ایک شادی ہو گی اور ایک عورت کے لئے ایک خاوند ہوگا۔ اگر مرد و عورت دو تو جوان ہوں۔ اور عورت حاملہ ہو۔ یا مرد مریض ہو یا عورت مریض ہو۔ تو ان صورتوں میں اگر حاملہ عورت کے خاوند یا ایک مریض مرد کی جوان عورت۔ یا ایک مریض عورت کے جوان خاوند سے رہا نہ جائے۔ تو کیا کرے۔ سوامی جی کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

"اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کرے۔ لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کبھی نہ کریں" (ستیارتھ پرکاش ب ۴ ص۱۴۸)

حضرات میں انسانی کانشنس سے اپیل کرتا ہوا پوچھتا ہوں کہ ایسی حیا سوز تعلیم دینے والی کتاب کبھی خدا کا کلام ہو سکتا ہے؟ ظاہر ہے۔ کہ مندرجہ بالا فقرہ میں "اس کے لئے اولاد پیدا کرے"۔ کا فقرہ محض ڈھکوسلہ ہے۔ کیونکہ جس صورت میں عورت "حاملہ ہوگی" "اولاد" کے حصول کے لئے کہیں اور جا کر نیوگ کرنا تحصیل حاصل ہے۔ پس اصل علاج تو سوامی صاحب نے "رہا نہ جائے" کا بتا دیا ہے۔

گجرات (پنجاب) میں سوامی جی تشریف لائے۔ اور لیکچر دیا۔ ایک شخص نے سوامی جی سے سوال کیا۔ جس عورت کا خاوند کنجری کے پاس جاوے اس کی عورت کیا کرے؟ انہوں نے فرمایا۔ اس کی عورت بھی ایک مضبوط آدمی رکھ لے" (جیون چرتر مصنفہ لیکھرام و آتما رام ص۳۵۵) حیرت ہے کہ اس تعلیم کو کامل مکمل بلکہ اکمل اور عالمگیر الہامی قرار دیا جاتا ہے ؎

گر یہی ہے دین جو ہے ان خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

(۵) خدا علیم کل ہے۔ اس کے لئے تینوں زمانے یکساں ہیں وہ آئندہ کے حالات جانتا ہے۔ کیونکہ وہی قدرت کا نقش بنائے گا۔

امراء کے متعلق ضروری اعلان

جن جن انجمنوں میں امیر مقرر ہیں۔ ان انجمنوں میں جب تک دوسرا امیر مقرر نہ ہو۔ سابق امیر ہی بحیثیت امیر مامور رہیگا۔ لیکن جہاں انجمنوں نے امارت کا تقرر ابھی پسند کیا ہے۔ اور پہلے ان میں کوئی امیر نہ تھا۔ تو وہ اصحاب جو امارت کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔ تا حصول منظوری منجانب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ پریسیڈنٹ جماعت کے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔ اطلاع عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ انفرادی جواب کی اب ضرورت نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل امرا کا تقرر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے منظور فرمایا ہے۔

جماعت احمدیہ جہلم کے لئے بابو عطا محمد صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے۔

جماعت احمدیہ بھر تپور ضلع مرشد آباد کے لئے حافظ محمد طیب اللہ صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے۔

جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کے لئے مولوی ابو الحمید صاحب وکیل کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے۔

جماعت احمدیہ فیروز پور کے لئے مرزا ناصر علی صاحب وکیل کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے۔

جماعت احمدیہ کوئٹہ کے لئے ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے

جماعت احمدیہ بھینی شرقپور کے لئے مولوی عبد العزیز صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے

جماعت احمدیہ کلکتہ کے لئے حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے لئے چوہدری احمد فضل خان صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کیلئے

جماعت احمدیہ پاکپٹن کے لئے چوہدری غلام احمد خان صاحب وکیل کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کیلئے

جماعت احمدیہ گجرات کے لئے چوہدری احمد الدین صاحب وکیل کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر مئی ۱۹۳۲ء تک کے لئے

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے لئے سید عبد السلام صاحب بی۔ اے کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کیلئے

جماعت احمدیہ امرتسر کیلئے ڈاکٹر محمد منیر صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے۔

جماعت احمدیہ دہلی کے لئے بابو اعجاز حسین صاحب کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے

ناظر اعلیٰ ذوالفقار علی خاں قادیان

۲ر جون ۱۹۲۹ء کے جلسے اور مسلم اخبارات

سیرت رسول پر جلسے

معزز معاصر مسلم راجپوت ۱۵ر مئی لکھتا ہے:۔

گذشتہ سال کی مانند امسال بھی قادیان کے صیغہ ترقی اسلام کی طرف سے ۲ر جون کو ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے جائیں گے۔ جن میں رسول پاک (صلعم) کی مقدس و مطہر زندگی کے تمام پہلو پبلک کے روبرو پیش کئے جائینگے عہد حاضرہ میں ترقی اسلام کا یہ سب سے بڑا اگر ہے۔ کہ حضور سرور عالم کے اقوال و اعمال کو صحیح رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور ہماری رائے میں اہل قادیان کی یہ تحریک نہایت مبارک اور ہر اعتبار سے لائق تائید ہے۔ اور تمام ان مسلمانوں کو جو حقیقت میں دین الفطرۃ کے چمن کو سرسبز اور شاداب دیکھنا چاہتے ہیں۔ نہ صرف ان جلسوں کی تائید کرنی چاہئیے۔ بلکہ ان میں عملی حصہ لینا چاہئیے۔

کوئی شخص ایسے جلسوں کی جس میں پیغمبر اسلام (صلعم) کی پاک زندگی کے حالات بیان کئے جائیں مخالفت کرے اور اس پر حمایت و تائید اسلام کا دم بھرے۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ جو اس نیک تحریک کی مخالفت کو بھی اپنا ایمان سمجھتی ہے۔ اس جماعت کو سب سے بڑے دو اعتراض ہیں (۱) حضرات قادیان اس میں اپنے مخصوص فرقہ وارانہ خیالات کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور (۲) وہ اپنے اغراض کی اشاعت کے لئے دوسرے مسلمانوں سے روپیہ وصول کرتے ہیں۔

لیکن گذشتہ سال کے جلسوں پر اس قسم کی کوئی بات دیکھنے میں نہیں آئی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ ہر دو الزامات غلط ہیں۔ اور محض ایک مفید کام میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئیے۔ کہ ان خواہ مخواہ کے مخالفین کی باتوں پر کان نہ دھریں۔

ان جلسوں کے مخالفین کی نیت اگر بخیر ہے۔ اور وہ محض ترقی و حفاظت اسلام کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے۔ تو کیا وہ کبھی کوئی ایسی تحریک شروع کر کے دکھائیں گے۔ جس کا مقصد سارے ہندوستان میں رسول اللہ (صلعم) کا نام پاک روشن کرنا ہو۔ جس شدو مد سے یہ حضرات متذکرہ صدر جلسوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر اتنی ہی سرگرمی وہ تعلیمات اسلام کے نشر و اشاعت میں صرف کریں۔ تو ہزاروں مسلمانوں کی مذہبی حالت سدھر جائے۔ اور اس کا تبلیغ اسلام کے کام پر بھی اچھا اثر پڑے۔ لیکن غضب ہے کہ نہ تو یہ حضرات خود کچھ کرتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ کیا وہ اپنے اس طریق عمل پر تھوڑی دیر کے لئے ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔

سیرت نبوی پر لیکچر

موقر معاصر "مونس" اٹاوہ (۷ر مئی) رقمطراز ہے:۔

کائنات ہستی جس دن سے قائم ہوئی ہے۔ کوئی قوم کوئی ملک اور کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے۔ جس میں اوتار نبی۔ رسول اور ہادی نہ آئے ہوں۔ جس طرح دنیا میں ہر چیز کی پیدائش۔ بچپن شباب اور آخر دور ہونا لازمی ہے اسی طرح نسل انسانی بھی ان دوروں سے گذر چکی ہے اور گذر رہی ہے۔ ہندو جو علم ہندسہ میں دنیا کے استاد مانے جاتے ہیں۔ زمانہ کی ترتیب کے مدارج اسی لحاظ سے قائم کرتے ہیں۔ اور اس وقت جس دور سے ہم گذر رہے ہیں۔ اس کا نام "کلجگ" ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ "کلجگ" میں نہکلنک اوتار دنیا میں ہوگا۔ نہکلنک کا صحیح ترجمہ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا "محمود" ہے۔ اور محمود ہی کو "محمد" کہتے ہیں۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ ان کا رسول آخری زمانہ کا رسول ہے۔ اور اسی لئے پیغمبر آخر الزماں کی صفت سے موصوف ہے۔ ہندو کتب میں نہکلنک کی سواری گھوڑے پر بتائی جاتی ہے۔ تمام دنیا میں عرب کا گھوڑا مشہور ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس اوتار کا صحیح مقام عرب ہی ہے۔ وہ رسول وہ ہادی جس کی آمد کا انتظار دنیا کو تھا۔ دنیا میں آیا۔ جس نے ایسے حالات و واقعات کے اندر پرورش پائی اور پھر ایسی ترقی کی۔ اور وہ کامیابی حاصل کی جو دنیا کی تاریخ میں کسی اوتار اور ہادی میں ملنا محال ہے۔ مگر طبائع انسانی میں اس وقت جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں انہوں نے ایسے ہادی کو فراموش ہی نہیں کر دیا ہے۔ بلکہ دلآزار اور ہتک آمیز الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کا کیا فرض ہونا چاہئیے؟

ہمارے نزدیک اسلام سے غیر اقوام کی عدم واقفیت کا سب سے بڑا باعث خود مسلمان ہیں۔ کہ وہ ایسی جلیل القدر اور مافوق الفطرت ہستی کے حالات کی نشر و اشاعت اس طرح نہیں کرتے۔ کہ اس سے ہر ادنےٰ و اعلیٰ پورے طور پر واقفیت حاصل کر سکے۔ تصنیف و تحریر کا کام ہر مسلمان کا حصہ نہیں ہے۔

مگر یہ ممکن ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدس کے واقعات جلسہ عوام میں ہر فرقہ و مذہب کے روبرو بیان کئے جائیں۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو۔ کہ خدا کا یہ آخری پیغمبر تمام دنیا کے لئے رحمت بنکر آیا ہے۔

پچھلے سال سے ہندوستان کے قریب قریب ہر شہر میں یہ انتظام کیا گیا ہے کہ سال میں ایک معینہ تاریخ پر سیرت نبوی کے نام سے جلسے کئے گئے۔ اور سوانحی حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کئے گئے۔ اور ہر فرقہ کے اصحاب ایسے جلسوں میں مدعو کئے گئے۔ امسال بھی مسلمانان کلکتہ نے اس کا اعلان کیا ہے۔ اور ساتھ ہی صوبے کے تمام مسلمانوں سے اپیل کیا ہے۔ کہ وہ سبھی اپنے اپنے شہروں اور قصبوں میں "سیرت نبوی" پر لیکچروں کا انتظام کریں۔ اس کے لئے ۲ جون مقرر کی گئی ہے۔ ایسے مواعظ سے مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ہونے کے علاوہ ہندوستان کے تمام مذاہب اور فرقوں میں اسلام کے صحیح حالات معلوم کر کے اصلاح ہوگی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ان لوگوں کی بھی کافی اصلاح ہو سکیگی۔ جو حضور سرور کائنات کے مدارج اعلیٰ کو پہچاننے کم کرنے کی فکر میں رہا کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے۔ کہ ہمارے شہر اور ضلع کے مسلمان اس کار خیر میں کافی حصہ لیں گے۔ اور اپنے محلوں گاؤں اور قصبات میں ۲ جون کو اس کا انتظام کریں گے۔

حقیقت میں ذکر رسول ہر لحاظ سے موجب خیر و برکت ہے اور ہمیں امید ہے کہ ہمارے ضلع کے مسلمان کسی قصبہ یا شہر سے پیچھے نہ رہینگے۔ جو اصحاب ان مواعظات میں یا شہر کے اصحاب اپنے محلہ میں ایسے مواعظ کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ ہمیں بذریعہ تحریر

سیرت نبوی کے جلوس

جناب قاضی مقبول حسین صاحب اعزازی ایڈیٹر معاصر مشرق اپنے اخبار ۹ رمئی میں تحریر فرماتے ہیں:-

مسلمانوں میں احمدی جماعت جس خلوص کے ساتھ قومی خدمات انجام دے رہی ہے۔ دوسری جماعتیں اس خلوص کے ساتھ یہ خدمات انجام نہیں دیتیں۔ ہم کو اس کا اعتراف ہے کہ یہ احمدی وہی لوگ ہیں جن کو کمزور سمجھ کر دوسرے مسلمان اپنی قوت کے زور پر سنگسار کرتے ہیں۔ افسوس معلوم نہیں کہ اکثر کافی الدین کے حامل اس قسم کے جبر و تشدد اور عقیدہ پرستی کہاں سے سیکھ کر آئے ہیں۔ اسی احمدی جماعت کے مخلص ممبروں نے پچھلے سال میں اپنی محنت اور خلوص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس حالات جو غیر مسلموں میں تاریکی کے اندر پڑے ہیں۔ خود غیر مسلموں سے پلیٹ فارموں پر ظاہر کرائے ہیں۔ اسی جماعت کے اراکین کی جد و جہد سے امسال پھر ۲ جون ۱۹۲۹ء کو حضور کے حالات ملک کے گوشہ گوشہ میں بیان کئے جائیں گے۔ ہم کو امید ہے۔ کہ ہر عقیدہ کے مسلمان اپنے اپنے یہاں نہایت شان کے ساتھ ۲ جون کو محافل میلاد ہر جگہ منعقد کریں گے

اور سب مختلف العقائد مسلمان بھائی بن کر اس میں شریک ہوں گے۔ مختلف العقائد گروہ کسی کے بہکانے میں نہ آئیں۔ قادیانیوں کی یہ تحریک ضرور ہے۔ مگر یہ وہ تحریک ہے۔ جو ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور جس سے وہ ایک حد تک غافل ہیں۔

ہماری رائے میں محافل میلاد اور مجالس عزا کے اس طرح ہر سال انعقاد سے ہمارے سب فرقے انشاء اللہ متحد ہو جائینگے۔ ان محافل اور مجالس سے بہتر ذریعہ باہمی اتحاد قائم اور باہمی تنفر دور ہونے کا کوئی اور نہیں ہے۔ اور یہی محافل اور مجالس تبلیغ اسلام کا بہتر ہو شاداور دنیا کے نزدیک نہایت خوشگوار ذریعہ ہیں۔ کاش ہمارے بھائی سب ملکر ان کو قائم کریں۔ اور کامیاب بنائیں وہ لوگ جو اپنے عقائد میں کمزور ہوں یا دوسرے عقائد کو اپنے عقائد سے بہتر سمجھتے ہوں۔ ممکن ہے کہ اس آمیزش سے کسی دوسرے عقیدہ کو اختیار کر لیں۔ مگر اس میں کسی کا کیا نقصان ہے۔ ہر ایک کو حق ہے۔ کہ وہ اپنے لئے جو بہتر راستہ دیکھے اختیار کرے۔ بشکل ہلال اور حضور انور کے اسم گرامی کے آسمان پر روشن ہونے کے بعد سلیب کا روشن ہونا بتاتا ہے۔ کہ ایک مذہب اور ایک عقیدہ قائم ہونے والا ہے۔ مسلمانوں کو اس عقیدہ کو ڈھونڈھنے کیلئے بالکل آزاد کر دینا مناسب ہے۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی یہ گوارا نہیں کرتے۔ تو کیوں سماجیوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ جاہلوں کو اپنے اثرات سے بہکا کر شدھ کرتے ہیں اور مذہب کی حقیقت پیش نہیں ہونے دیتے۔ سماجیوں کا یہ فعل ویسا ہی تو ہے جیسا کہ ہمارا یہ فعل کہ ہم اپنے بھائیوں کو دوسرے عقائد پر غور کرنے کے مواقع نہیں دیتے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان ذرائعوں سے بے تعصبی اور خلوص کے ساتھ کام لیں اور کسی کو جائز شکایت کا کبھی موقع نہ دیں

ملکی اتحاد کو تقویت پہنچانے کا ایک ذریعہ

معزز معاصر روزنامہ ہمت لکھنؤ ۲۸ راپریل لکھتا ہے ہر مقام کے ذی اثر اصحاب کو اپنے ہاں آئندہ ۲ رجون کو عام جلسوں میں سیرۃ نبی پر لیکچر دلانے کا انتظام کرنا چاہئیے اور غیر مسلم بھائیوں کو بھی ان جلسوں میں بلانا چاہئیے۔ کیونکہ سیرۃ نبوی صلعم کے شاندار و قابل قدر پہلوؤں کو سن کر مسلمانوں کے قلوب میں آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا شوق پیدا ہوگا۔ اور غیر مسلمین بھی "رحمۃ للعالمین" کی لاثانی ہستی کی عظمت پہچانینگے۔ اور ان بدگوئیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ جو بعض پست فطرت و مفسدہ پرداز اشخاص کی طرف سے آپ کی شان میں کی جاتی ہیں۔ اور اہل اسلام کی دلآزاری کا موجب ہوتی ہیں۔ جو اپنے رسول کو اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نہایت مسرت اور شکرگذاری کے جذبات لبریز دل سے کر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کا ایک شیشی لیکر اس کو بھیج دی اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں" شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ **اکسیر البدن** نے میرے لخت جگر پر اپنا بینظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے **اکسیر البدن** کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دو سرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت **اکسیر البدن** ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"

اکسیر البدن جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی **اکسیر البدن** کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ پانچ روپیہ (ﻌﮧ) محصولڈاک علاوہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (ﻋﮧ) علاوہ محصولڈاک

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سیکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں:۔ "میرے گھر اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی انکی نظر بچپن کے زمانہ کیطرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدون آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیلئے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک اور موتی سرمہ ایک تولہ اکٹھا منگوانے والے کو محصولڈاک معاف رہیگا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان

مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دیا ہوگا۔ کہ باہمی معاونت اور رواداری قومی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس لئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نہ کیا جائیگا۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی اس لئے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کچھ پریشن کر کے قومی بنیاد کو مستحکم کرنے کیلئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو تو مندرجہ ذیل اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں اور اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپ کے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے اور سامان بینڈ وغیرہ بلحاظ عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلیٰ ارسال ہوگا۔

پرائس لسٹ منگا بھیجیگا:۔

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

ضرورت ہے

ایسے مڈل وانٹرنس پاس کی جو کہ ٹیلیگراف و سٹیشن ماسٹری کا کام سیکھکر گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

پتہ:۔ امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

آب حیات محمدی

جملہ بخارات کے لئے اکسیر ہے۔ ورم طاعون شدت ہیضہ و سگرہنی وجع المعدہ ورم طحال۔ یرقان۔ بایو۔ چیچک و خسرہ درد کان درد دانت۔ پھوڑا پھنسی ورم پت خارش بدن ونکسیر ودرد پیشانی درد چشم دیگرے علاوہ ازیں بہت سے امراض کے لئے نہایت مفید ہے۔ اہل تجربہ خود آزما کر دیکھ لینگے نہایت مفید اور کم قیمت ہے ہم نے اس کا تجربہ کیا ہوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ آنے علاوہ محصول

المشتہر:۔ نور حسین مولوی جھنڈو ڈاکخانہ بھاؤ گیٹھیور ضلع گجرات

مومن کا ہتھیار تلوار ہے

مفصلہ ذیل اضلاع میں ہر شخص بلا لائسنس تلوار رکھ سکتا ہے۔ میانوالی۔ ڈیرہ غازیخان مظفرنگر۔ جھنگ گڑگانواں حصار۔ انبالہ شملہ۔ کانگڑہ۔ رہتک۔ جالندھر۔ گورداسپور۔ سیالکوٹ جہلم لدھیانہ گوجرانوالہ گجرات اور اٹک۔ ہر مسلمان بالخصوص احمدی اس سے فائدہ اٹھائیں ہمارے ہاں ہر قسم کی سستی اور اعلیٰ تلواریں ہر وقت مل سکتی ہیں قیمت تین روپے سے آٹھ روپے تک لمبائی سوا فٹ سے تین فٹ تک مزید حالات خط لکھکر دریافت فرمادیں:۔

تلوار ٹریڈنگ ایجنسی قادیان

چراغ زندگی کیا ہے؟ آنکھیں

ناک کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سب کو ان کی رفاقت کیضرورت ہے کیوں؟ اسلئے کہ انہیں کوئی نقص رہے تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے انکے بغیر نہ خوبصورتی قائم نہ انسان چل پھر سکے۔ نہ کوئی اور کام ہو سکے۔ مگر کسقدر افسوس ہوگا۔ اگر معمولی سرمے ڈالکر انکو خراب کر لیا جائے جبتک تجربہ نہ کر لو۔ کوئی سرمہ نہ برتو۔ آپ کے تجربہ کیلئے ہم۔۔۔ اپنا سرمہ آپکی ہی بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت نمونہ جلد طلب کریں نمونہ بیرنگ نہ بھیجا جائیگا۔ قیمت فی تولہ (ﻋﮧ)

ناصر برادرس محلہ دارالفضل قادیان

پشاور اور بخارا کے مشہور

خصوصی تحائف

ہر قسم کی مشہدی و پشاوری لنگیاں ہر ایک رنگ و ڈیزائن سے۔ بخاری قناویز ہر ایک قسم کے مشہدی و بخاری رومال ہر ایک قسم کے زیبدار و سلمہ ستارہ کے پشاوری کلاہ۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ ناپسندی پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی

المشتہران

میاں محمد۔ غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

خواتین کے مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار
۱	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابیات کا اخلاص	بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔
۲	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ جوانی	سیدہ مریم بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔
۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلوک عورتوں سے۔	سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔
۴	حضرت محمد بانی اسلام اور حقوق نسواں	از محترمہ مسز ایم اے۔ ایس دھرم رکھیا ہستار
۵	دُنیا کا بے مثال ہادی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	از محترمہ مریم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب
۶	رسول خدا کا بچوں سے پیار۔	از محترمہ فاطمہ صاحبہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار نہر
۷	قبل ازیں سیرت سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام	فلسطین کی ایک مشہور اہل قلم مسلمان خاتون کا مضمون۔
۸	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادشاہ کی حیثیت میں۔	از محترمہ سیدہ فضیلت صاحبہ سیالکوٹ۔
۹	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کا اثر عورتوں پر	از محترمہ افضل بیگم صاحبہ اہلیہ بابو محمد عمر صاحب اوورسیر جوہی
۱۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق بچوں سے۔	از محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت سید غلام حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ منٹگمری
۱۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکیزہ کلام عورتوں سے	از محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ قادیان
۱۲	اسپنے ملک کو رسول کریم نے کس حالت میں پایا۔	از محترمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری علی اکبر صاحب
۱۳	رسول کریم کے ساتھ عورتوں کا معاملہ	از محترمہ سکینۃ النساء صاحبہ قادیان

مسلم و غیر مسلم اصحاب کی نظمیں

ذیل کی نظمیں جو خاتم النبیین نمبر کے اوراق کی زیب و زینت ہیں ساری کی ساری ایسی ہیں۔ جو شعرائے عظام نے بڑے لطف و نوازش سے الفضل کے خاص نمبر کے لئے خاص طور پر کہکر خود مرحمت فرمائیں

نمبر شمار	نظم	شاعر
۱	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جناب حافظ مختار احمد صاحب مختار احمدی شاہجہانپوری شاگرد جناب امیر مینائی۔
۲	نعتیہ اشعار	علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹرایٹ لا لاہور۔
۳	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری	جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن کیمل پور
۴	قصیدہ نعتیہ	جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر بحاور کلاں علی برادران
۵	غزل نعتیہ	جناب مولوی عبدالماجد صاحب احمدی پروفیسر عربی جوبلی کالج بھاگلپور
۶	تخمیس بر اشعار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	جناب شرافت اللہ خان صاحب شاہجہانپوری
۷	نعت حضرت خاتم النبیین	جناب مولوی محمد نواب خان صاحب احمدی نائب میرزا خانی مالیر کوٹلہ
۸	دعوت نامہ پیغمبر اسلام بنام ہرقل شاہ روم	جناب حکیم سید علی صاحب آشفتہ لکھنوی
۹	ہم اٹھ کے نہ جائیں گے ترے در سے کہیں اور	لسان الملک حضرت ریاض خیرآبادی۔
۱۰	حقیقت الحقائق	لسان الہند مولانا میرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی
۱۱	دنیا کی حالت بعثت رسول کریم سے قبل اور بعد	جناب منشی محمد حسن صاحب احمدی رہتاس ضلع جہلم
۱۲	خُلق عظیم	شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اسسٹنٹ ایڈیٹر "الفضل"
۱۳	نعتیہ غزل	جناب منشی لچھمی نرائن صاحب سخا بی۔ اے۔ سٹی مجسٹریٹ ...۔
۱۴	دنیا پہ ہے احسان گراں بار محمد	لسان القوم جناب مولانا صفی لکھنوی
۱۵	احسانات حضرت محمد	ایک ہندو کی نعت۔
۱۶	نعت حضور سرور عالم	از علامہ اصغر صاحب مصنف "نشاط روح"
۱۷	مدح چمن آرائے مدینہ	از جناب حکیم مولوی ضمیر حسن خان صاحب دل۔ شاہجہانپوری

خاتم النبیین نمبر کی اشاعت کیلئے مفید تجویز

برادر ضیاء الحق خان صاحب فیروزپور نے حضرت اقدس کی خدمت میں حسب ذیل تجویز پیش کی ہے۔ جسے حضور نے پسند فرمایا ہے۔ کہ وہ دوست جنہوں نے ۲۔ جون کے جلسوں کے لئے تیار ہونا ہو۔ ریک اینڈ ٹکٹ کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ہفتہ مختلف سمتوں کے ٹکٹ خرید کر سفر کریں۔ اور گاڑیوں میں خاتم النبیین نمبر فروخت کریں۔ مخلص احباب کو ضرور اس پر عمل کرنا چاہیئے :-

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر الفضل کیلئے قادیان سے شائع کیا :-